قبروں پر عرس

شریعت مطہرہ کی روشنی میں

(از حنیف بھوجیانی)

عربی لغت کی رو سے ع۔ ر۔ س کا مادہ شادی اور اس کے متعلقات میں عام طور پر مستعمل ہے۔ مگر مروجہ تصوف میں "عرس" اس میلے کو کہتے ہیں جو حقیقی اور فرضی قبروں پر سال بہ سال رچایا جاتا ہے۔

شرک اور مشرکین کی تاریخ شاہد ہے کہ امم سابقہ اور اقوام سابقہ کی گمراہی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب مردوں کی تعظیم میں غلو اور قبروں کا ناجائز اعزاز بھی تھا۔

مردوں کی مناسب حرمت اور قبروں کی مناسب عزت بیشک چاہئیے اور ضرور چاہیئے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ قبروں پر عمارات تعمیر کر کے ان کو "مزار" بنا لیا جائے اور نہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ حرمین شریفین کی عزت کرنا مسلمانوں کا فرض ہے اور دور دراز کی مسافت طے کر کے بیت اللہ کی طرف جانا نہ ہی فریضہ اور مسجد نبوی کی طرف مسنون ہے وہی درجہ ان قبروں کو دے دیا جائے اور نہ اس کے لئے کوئی وجہ جواز ہے کہ مردوں کو اپنی حاجتوں کے برلانیوالے سمجھ کر ان کو خدا و ندحی قیوم کی طرح پکارا جائے۔

افسوس ہے، ان مزاروں پر علاوہ فسق و فجور کے یہ کچھ بھی ہوتا ہے کہ مساجد اللہ کی سی تعظیم انکی بجالائی جاتی ہے سالانہ عرس (میلے) ان پر منائے جاتے ہیں قبروں کو قبلہ بنا کر نمازیں پڑھی جاتی ہیں "مزاروں" کے طواف اور انکو سجدے کئے جاتے ہیں حالانکہ بت پرستی یہی ہے شرک اسی کو کہتے ہیں اسی دلدل سے اسلام نکالنے آیا اور یہی اوثان پرستی کی جڑ بھی ہے حافظ ابن القیم کہتے ہیں

ابتداء عبادة الاصنام کانت هی تعظیم الاموات باتخاذ صورهم والتمسح بها والصلوٰة عندها (اغاثۃ اللہفان صـ ۱۹۷ جلد اول طبع ثانی)

"بت پرستی کی ابتدا مردوں کی حد سے بڑھی ہوئی تعظیم ہی تھی کہ وہ لوگ ان کی تصویریں بناتے ان کی قبروں کا مسح کرتے اور (ان کی طرف منہ کر کے یا) ان کے پاس نمازیں پڑھتے۔

اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہود و نصاریٰ دعوائے توحید کے باوجود اسی بلا میں مبتلا ہو کر شرک کے عمیق گڑھے میں گر گئے اور حق تعالیٰ کے غضب کے مورد بنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پانچ دن قبل فرمایا تھا

ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیاءھم وصالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھاکم عن ذالک (صحیح مسلم ج۱ ص۲۰۱)

تم سے پہلے لوگوں (یہود و نصاریٰ) نے انبیا و صالحین کی قبروں پر مسجدیں تعمیر کیں۔ (یا ان کو سجدہ گاہ بنایا) اس سے میں تم کو منع کرتا ہوں۔

ایک قسم کی تعظیم کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ دوسری قسم کی تعظیم جسالانہ عرس اور عید کی صورت میں عبادت بجالاتے تھے امام ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں:

اما اتخاذ قبورھم اعیاداً فھو مما حرمہ اللہ ورسولہ واعتیاد قصد ھذہ القبور فی وقت معین والاجتماع العام عندھا فی وقت معین ھو اتخاذھا عیدا اھ ملخصاً (الاقتضاء الصراط ص۱۸۱)

یعنی قبروں کو عید بنانا یہی ہے کہ خاص قصد کرکے ان کی طرف سفر کیا جائے۔ عبادت یا غیر عبادت کے لئے۔ وہاں خصوصی اجتماعات کا اہتمام کیا جائے۔ جب اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام فرمایا ہے یہ شرف صرف کعبۃ اللہ، مزدلفہ، منیٰ، عرفہ کو ہی حاصل ہے کہ انہیں حق تعالےٰ کی طرف سے "عید" قرار دیا گیا ہے۔ کہ ان دنوں میں دعا، ذکر اور قربانی کی جائے ـــــــ اسی قسم کے مشرکیہ مقامات مشرکین عرب نے بھی بنا رکھے تھے جنہیں اسلام نے ملیا میٹ کر دیا۔ بڑے سے بڑے نیک لوگوں کی قبریں بھی اسی حکم میں ہیں۔ کہ ان کو "عید" نہ بنایا جائے یعنی ان پر عرس نہ منائے جائیں۔

والعید اذا جعل اسما للمکان فھو المکان الذی یقصد الاجتماع فیہ واتیانہ للعبادۃ عندہ او لغیر العبادۃ کما ان المسجد الحرام والمنیٰ ومزدلفۃ وعرفۃ جعلھا اللہ عیدا مثابۃ للناس یجتمعون فیھا وینتابونھا للدعاء والذکر والنسک وکان للمشرکین امکنۃ ینتابونھا للاجتماع عندھا فلما جاء الاسلام محا اللہ ذلک کلہ وھذا النوع من الامکنۃ یدخل فیہ قبور الانبیاء والصالحین اھ (اقتضاء الصراط ص۱۵۶)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی البلاغ المبین میں لکھتے ہیں۔

"عادتِ آتش پرستاں وہم عادتِ بت پرستاں ہندکہ روزے از روزہائے معیّن در ہر سال عید مے کنند و جمع عام مے نمائند، پیر پرستاں نیز عید غدیر خم و عرسہائے قبور بزرگاں مقرر کردہ اند کہ ہمچو تعیش آنہا در آں ایام داد عیش وطرب ولہو ولعب مے دہند وارواح خبیثہ شیاطین راخورسند ساختہ ارواح طیبہ بزرگاں کلدر مے نمائند"

(البلاغ المبین ص۱۳ طبع لاہور)

یعنی آتش پرستوں اور ہندوؤں کی یہ عادت ہے کہ ایک دن مقرر کر کے کسی تھان وغیرہ پر جمع ہو کر عید مناتے ہیں پیر پرست فرقہ نے بھی ان کے قدم بقدم کئی عیدیں بنا رکھی ہیں اور آئے دن کسی نہ کسی (فرضی یا واقعی؟) بزرگوں کے مزاروں پر عرس رچائے رکھتے ہیں اور ان ہی کی طرح عیش و عشرت کر کے شیطان کو خوش اور بزرگانِ دین کو ناراض کر لیتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت میں اس بیماری کے آجانے کا ڈر تھا کیونکہ انبیاء و صلحاء کی محبت میں غلو سے شرک پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک طرف یہ اعلان فرمایا

یا ایہا الناس ..... انا محمد بن عبد اللہ و	"لوگو! میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں اور ہوں اللہ کا رسول ہی واللہ
رسولہ واللہ ما احب ان ترفعونی فوق ما	مجھے ہرگز یہ پسند نہیں کہ مجھے اس درجے سے بڑھاؤ۔ جس پر مجھ کو اللہ
رفعنی اللہ (مسند احمد عن انس کذا فی البدایۃ والنہایۃ ص۲۴۳ جلد ۲)	نے سرفراز فرمایا ہے" یعنی نبوت و رسالت"۔

اور دوسری طرف بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائی۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد۔	"یا اللہ! میری قبر کو "وثن" بننے سے بچائیو (کہ اس کی پرستش
(اخرجہ الامام مالک فی الموطا والامام احمد فی المسند ص۲۴۶ ج۲ طبع ثانی مصر)	کی جائے)" ——— کیوں! اس لئے کہ
اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور	اس قوم (یہود و نصاریٰ) پر اللہ کا غضب نازل ہوا جنہوں نے
انبیائھم مساجد (حوالہ مذکورہ)	اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا ڈالا"۔

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور آپ کی قبر کو تکوینی طور پر چھپا لیا ورنہ آپ کی قبر پرستش کی وجہ سے معاذ اللہ "وثن" بت بن جاتی۔

فاجاب رب العلمین دعاءہ واحاطہ بثلاثۃ الجدران حتی غدت ارجاءہ بدعائہ فی عزۃ وحمایۃ وصیان ودل الحدیث علی ان قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو عبد لکان وثنا لکن حماہ اللہ تعالیٰ بما حال بینہ وبین الناس (فتح المجید شرح کتاب التوحید ص۱۸۴ طبع مصر)

خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد قالت لولا ذالک لابرز قبرہ غیر انہ خشی ان یتخذ مسجداً (صحیح مسلم ص۲۰۱ ج۱)

اور بقول حافظ ابن القیمؒ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قبروں کے ساتھ پرستش کی قسم کے معاملات کئے جائیں تو وہ بھی "وثن" ہو جاتی ہے (دل الحدیث علی ان الوثن ھو ما یباشرہ العابد من القبور والتوابیت التی علیھا (فتح المجید ص۱۸۱)

یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ شریعت مطہرہ کی رُو سے قبر ہونے کی حیثیت سے سب ہی مسلمانوں کی قبریں ایک جیسی ہیں اصحاب قبور کے درجے اللہ تعالےٰ کے ہاں بیشک بلحاظ مراتب علیہ متفاوت ہیں، مگر دنیوی اعتبار سے سب مساوی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی قبر کی طرف تقربی سفر سے منع فرمایا تاکہ کوئی بھی قبر امتیازی صورت نہ اختیار کرنے پائے، وہ جناب خواجہ معین الدینؒ کی ہو یا حضرت سید جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی، علی ہجویریؒ کی ہو، یا شیخ فرید کی غرض کسی بھی بزرگ کی کیوں نہ ہو مندرجہ ذیل صحیح اور مشہور حدیث کی رو سے اس کی طرف جانا ممنوع ہے۔

لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد (صحیحین)

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کان اهل الجاهلية يقصدون مواضع معظمة بزعمهم يزورونها ويتبركون بها وفيه من التحريف والفساد ما لا يخفى فسد النبي صلى الله عليه وسلم الفساد لئلا يلتحق غير الشعائر بالشعائر ولئلا يصير ذريعة لعبادة غير الله والحق عندي ان القبر ومحل عبادة ولي من اولياء الله والطور كل ذلك سواء في النهي اھ (حجۃ اللہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۲) خلاصہ یہ کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ متبرک مقامات کی زیارت کیلئے جایا کرتے تھے اسمیں چونکہ عبادت غیر اللہ کا دروازہ کھلتا ہے اس لئے بگاڑ کی اس جڑ کو بند کر دیا گیا اور میرے نزدیک قبریں بھی اسمیں داخل ہیں (یعنی ان کی طرف قصد کر کے تقربی سفر جائز نہیں)

مولانا انور شاہ مرحوم جامع ترمذی پر اپنے املائی حواشی میں فرماتے ہیں السفر لزيارة قبور الاولياء كما هو معمول اهل العصر لا بد من النقل عليه من صاحب الشريعة (العرف الشذی صفحہ ۱۶۳) یعنی عرس وغیرہ کیلئے) قبروں (علی ہجویری وغیرہ) کا سفر کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں اسکا رواج ہے حیرت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قسم کے شرک کے مٹانے کیلئے تشریف لائے وہی نمایاں طور پر مدعیان محبت محمدی اور نام لیوایان اسلام میں ظاہر پذیر ہے بلکہ اصل اسلام اور حقیقت ایمان اسی تعظیم اموات اور اعزاز قبور کو سمجھا جا رہا ہے فلیبك من كان باكيا۔ فان للہ وانا الیہ راجعون۔

تعجب یہ ہے کہ ان افعال شنیعہ کا ارتکاب کرنیوالے تمام حضرات صوفیہ صافیہ کا لیتے اور مُدم حنفی کتب کی تقلید کا بھرتے ہیں حالانکہ صوفیہ علیہمؒ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ تصوف کا چشمۂ صافی ان بدعات سے آلودہ نہ ہو۔ اور اصحاب علم تحقیق حنفیہ کرام واشگاف طور پر مشرکانہ رسوم وعادات کی تردید کرتے رہے ہے چنانچہ مشہور حنفی وصوفی عالم مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں لا يجوز لاحد ان يقول في امر اتفق علماء الشرع على حرمته وكراهته ان مشائخ الصوفية سنوا كذلك نحن نتبع سنتهم والصحيح ان الصوفية الكرام ما فعلوا قط على خلاف مقتضى الشرع وانما الفساد من جهال اتباعهم ...... (ثم قال) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الاولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالاعياد ويسمونه

عرس (ج ۳ ص ۶۲ تفسیر آیہ کریمہ قل یااھل الکتاب تعالوا الخ) "یعنی جس امر کے حرام و ناجائز ہونے پر کتاب و سنت اور علماء امت متفق ہوں اس کے جواز پر فعل مشائخ اور کارروائی صوفیہ سے استدلال درست نہیں اصل بات یہ ہے کہ صوفیہ کرام (امکان بھر) شریعت کی مخالفت نہیں کرتے (اور مخالفت کرنیوالا صوفی کہاں رہا) یہ سب خرابی ان کے جاہل مریدوں کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اور یہ جو جاہل (پیر و مرید اور مفاد پرست گدی نشین) قبروں پر چراغاں کرتے اور سجدہ و طواف بجالاتے اور وہاں مسجدیں بنواتے اور سال بہ سال ان کی قبروں پر عرس کراتے ہیں یہ قطعاً ناجائز ہے" اور اپنی قابل قدر کتاب ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں۔

"قبور اولیاء بلند کردن و گنبد براں ساختن و عرس و امثال آن و چراغاں کردن ہمہ بدعت است بعضے ازاں حرام و بعضے مکروہ"

یعنی قبر کو بلند کرنا، ان پر گنبد بنانا، پھران پر چراغاں اور عرس کا اہتمام سب باتیں بدعت اور حرام ہیں اور قاضی صاحب کے پیر مرزا مظہر جان جاناں فرمایا کرتے تھے

برسوم متعارفہ از عرس و چراغاں مقید مباش (مقامات مظہری مصنفہ شاہ غلام علی مجددی ص ۴۴)

اور مولانا محمد نعیم اللہ بہرائچی کی مصنفہ مقامات مظہریہ میں یہ فقرہ بھی زائد ہے۔ کہ دور از کار آن نشا بسیار است (الصواعق الالہیہ فی الرد علی الالہابیہ ص ۲۳۵)

شاہ عبد العزیز دہلوی ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں۔

"جمع شدن بر قبور کہ مردماں یک روز معین نمودہ و لباسہای فاخرہ و نفیس پوشیدہ مثل روز عید شاداں شدہ بر قبر ہا جمع مے شوند رقص و مزامیر و دیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود برائے قبور و طواف کردن قبور مے نمائند حرام و ممنوع است بلکہ بعضے بحد کفر می رسند و ہمیں است محمل ایں دو حدیث ولا تجعلوا قبری عیداً و اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اھ ملخصاً فتاوی عزیزی (ج ۱ ص ۴۵)

اللہ کے بندوں نے یہ تک غور کرنے کی کبھی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ ہنود کا اپنے معابد و ایام سے تعلق کا جو انداز ہے اس میں اور مسلم قوم کا اپنے بزرگوں کے مزاروں کے ساتھ جو رویہ ہے اور دن منانے کی جو رسم ہے اس میں فرق کیا ہے اگر وہ دیوالی بیساکھی وغیرہ ایام مناتے ہیں تو یہ شب معراج و مولود مروج میں مشاغل ہیں اگر وہ گنگا جمنا وغیرہ جاتے ہیں تو یہ اجمیر، پاکپتن، قبر حضرت علی ہجویریؒ وغیرہ کا حج کراتے ہیں اگر وہ اپنی عیدوں کے دن لعو و لعب میں مشغول رہتے ہیں تو یہ بھی سرود، قوالی ڈھول باجے، عریانی و بے حیائی میں مصروف نظر آتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام زمانی عیدوں کو مٹا کر صرف عیدین ——— عید الفطر، عید الاضحیٰ ——— باقی رہنے دیں اور مکانی عیدوں کو مٹا کر ان کی بجائے حج کعبہ، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کو مقرر کر دیا"

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔